© rasailojaraid.com

(۳)

عہدِ صدیقی کا اقتصادی جائزہ

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب پروفیسر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی

مسلمانوں کی اقتصادی حالت

۱۔ عام عرب

بہت سے قبائلی عرب جو عہد نبوی تک اونٹ اور بکریاں چراتے تھے اور جن کے بہت سے ریوڑ ردّہ لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ آگئے تھے جن سے ان کی معاشی راہیں تنگ ہو گئی تھیں نیز وہ عرب جو اپنی موجودہ پر مشقت معاشی زندگی سے پریشان تھے اور اسلامی فتوحات کے سایے میں قسمت آزمائی کر کے بہتر معاش کی تمنا رکھتے تھے اپنے دیہاتوں سے نکل آئے اور ابوبکر صدیق کی فوجوں میں بھرتی ہو کر عراق اور شام کے مورچوں کو چلے گئے اور غنیمت کے جلد جلد ملنے والے سہام سے اپنی معاشی خوشحالی کی بنیادیں ہموار کرنے لگے۔

۲۔ مدنی عرب (انصار)

رسول اللہ کی وفات پر پہلے انصار نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور جب ابوبکر صدیق اور ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھیوں نے اسے مسترد کر دیا تو انھوں نے مطالبہ کیا کہ ایک بار قریشی خلیفہ ہو اور ایک بار انصاری تاکہ دونوں قبیلوں کو خلافت اور اس کے اعزاز و منافع سے متمتع ہونے کا یکساں موقع مل سکے اور جب ابوبکر صدیق اور عمر فاروق نے اسے بھی ماننے سے انکار کر دیا تو انصار اور غیر ہاشمی قریش کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور انصاری لیڈر سعد بن عبادہ کو جو خلافت کے امیدوار تھے اور جن کو انصار کے دونوں قبیلوں اوس اور خزرج نے خلافت کے لئے نامزد کیا تھا، اتنا غصہ آیا کہ انھوں نے ابوبکر صدیق کی بیعت نہیں کی اور بگڑ کر گھر بیٹھ گئے۔ وہ ابوبکر صدیق اور ان کے ساتھ نہ تو پنجوقتہ نماز پڑھتے، نہ جمعہ کی، نہ ان کے ساتھ حج کرتے بلکہ وہ اس درجہ برہم تھے کہ اگر ان کو مددگار مل جاتے تو حکمرانوں پر ٹوٹ پڑتے۔ فکان سعد لا یصلی بصلاتہم ولا یجتمع بجمعتہم ولا یُفیض بإفاضتہم ولو یجد أعوانا لصال بہم[1]۔ انصار کے اس موقف سے اسلامی معاشرہ میں جس کی قیادت مہاجرین قریش کر رہے تھے انصار کا وقار تو گرا ہی ان کے اقتصادی فروغ کی راہوں میں بھی رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔ خلافت و امارت میں سہیم و شریک بننے کی خواہش اور اس کے لئے کشمکش نے حکمران قریش کا دل انصار کی طرف سے مکدر کر دیا، وہ ان کی طرف سے بدظن ہو گئے اور ان کو بڑے عہدے دینے سے گریز کرنے لگے۔ قریش حکمرانوں کو اس بات کا اندیشہ لاحق ہو گیا کہ گورنر یا کمانڈر بن کر انصاری لیڈر اپنی خلافت کے لئے رائے عامہ ہموار کر لیں گے یا ان عہدوں سے اقتصادی توانائی پا کر بغاوت کر ڈالیں گے۔ انصار کے بہت سے با امنگ لیڈر فوجی اور سول مناصب (گورنری، سپہ سالاری اور کلکٹری) سے محروم ہو گئے اور وہ معاشی سربلندی حاصل نہ کر سکے جس کی انھیں تمنا تھی اور جس کے ذریعہ ان کے بہت سے عزیز و اقارب کے لئے اقتصادی بہبودی کی شاندار راہیں کھلنے کی توقع تھی۔ خلافت و سیاست کے بڑے عہدوں سے الگ رکھنے کی جس پالیسی پر ابوبکر صدیق نے عمل کیا اس پر حسب ضرورت

---

[1] الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ص۸ وطبری (لائڈن) ص۱۸۴۴ وشرح نہج البلاغہ ۴/۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جزئی ترمیم کے ساتھ عمر فاروق، عثمان غنی اور پھر بنو امیہ کے عہد میں عمل ہوتا رہا، اس پالسی کے زیر اثر انصار ہمیشہ کے لئے خلافت کے میدان سے خارج ہو گئے۔ ہماری رائے کی توثیق ابوبکر صدیق اور ان کے جانشینوں کی تاریخ سے اچھی طرح ہو جاتی ہے۔ عہد صدیقی کے گورنروں، سپہ سالاروں، کپتانوں اور کلکٹروں (محصلین زکاۃ) کے یہ نام ہمیں تاریخ و آثار میں ملتے ہیں:

گورنر

(۱) عَتّاب بن اَسِید (قریش) ۔ گورنر مکہ۔
(۲) عثمان بن ابی العاصی (ثقیف) گورنر طائف
(۳) مُہاجر بن ابی اُمیّہ (قریش) گورنر صنعا
(۴) یَعلیٰ بن اُمیّہ (حلیف قریش)۔ گورنر خَولان (یمن)
(۵) ابوموسیٰ اَشعری (اشعر) گورنر زَبید و رِمَع (یمن)
(۶) حُذیفہ بن مِحصَن (ازد) گورنر عُمان
(۷) علاء بن حضرمی (حلیف قریش) گورنر بحرین
(۸) زیاد بن لبید (انصار) گورنر حَضرَموت
(۹) عبداللہ بن ثور (غوث) گورنر جُرَش (یمن)
(۱۰) سعد بن ابی وقاص (قریش) کلکٹر قبائل ہوازن (نجد)

سپہ سالار

(۱۱) خالد بن ولید (قریش) نجدی باغیوں کے خلاف بھیجی ہوئی فوج کے سالار اعلیٰ۔
(۱۲) جریر بن عبداللہ (بجیلہ) نجران بھیجی ہوئی فوجی مہم کے سالار اعلیٰ۔
(۱۳) عِیاض بن غَنْم (اشعر) دُومۃ الجَندَل بھیجی ہوئی فوجی مہم کے سالار اعلیٰ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۴) مثنیٰ بن حارثہ (شیبان) بالائی عرب عراق سرحد کی چھاپہ مار فوج کے سالارِ اعلیٰ۔
(۱۵) سُوَید بن قُطبہ (عجل) زیرین عرب عراق کی چھاپہ مار فوج کے سالارِ اعلیٰ۔
(۱۶) ابو عبیدہ بن جرّاح (قریش) شام کی حملہ آور افواج کے سالارِ اعلیٰ۔
(۱۷) خالد بن سعید (قریش) سرحد شام پر پہلی صدیقی حملہ آور فوج کے سالارِ اعلیٰ۔

سالار

(۱۸) ثابت بن قیس (انصار) نجدی باغیوں کے خلاف بھیجی ہوئی فوج میں انصاری دستے کے سالار
(۱۹) شُرحبیل بن حسنہ (کندہ یا تمیم) محاذ شام بھیجی ہوئی ایک فوج کے سالار۔
(۲۰) عمرو بن عاص (قریش) " " " " "
(۲۱) یزید بن ابی سُفیان (قریش) " " " " "
(۲۲) معاویہ بن ابی سُفیان (قریش) محاذ شام کی عقبی فوج کے سالار۔
(۲۳) ولید بن عُقبہ (قریش) " " " " " "
(۲۴) صَفوان بن اُمیہ۔ (قریش) " " " " " "
(۲۵) عِکرمہ بن ابی جہل (قریش) " " " " " "
(۲۶) ہاشم بن عتبہ (قریش) محاذ شام بھیجی ہوئی کمک کے سالار
(۲۷) مَعْن بن یزید (سُلیم) " " " " "
(۲۸) سعید بن عامر (قریش) " " " " "
(۲۹) حمزہ بن مالک (ہمدان) " " " " "
(۳۰) قیس بن مکشوح (مُراد) " " " " "
(۳۱) عَدِی بن حاتم (طئ) " " " " "
(۳۲) حبیب بن مَسلمہ (قریش) " " " " "

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳۳) ضحاک بن قیس (قریش) شام بھیجی ہوئی کمک کے سالار

رسالہ کپتان

(۳۴) ربیعہ بن عامر (بنو عامر) شام کی ایک رسالہ فوج کے کپتان۔

(۳۵) ضحاک بن سفیان (بنو کلاب) " " " "

(۳۶) علقمہ بن مُجزز (کنانہ) " " " "

(۳۷) زیاد بن حنظلہ (تمیم) " " " "

(۳۸) قعقاع بن عمرو (تمیم) " " " "

(۳۹) مذعور بن عدی (عجل) " " " "

(۴۰) دحیہ بن خلیفہ (کلب) " " " "

(۴۱) امرأ القیس بن عابس (کندہ) " " " "

(۴۲) یزید بن یُحنّس (؟) " " " "

(۴۳) حبیب بن مسلمہ (قریش) " " " "

(۴۴) ابو الاعور بن سفیان (سُلیم) " " " "

(۴۵) ابن ذی الخمار (؟) " " " "

(۴۶) عُمارہ بن مُخشی (؟) " " " "

(۴۷) عبداللہ بن قیس (؟) " " " "

(۴۸) عمرو بن عبسہ (سُلیم) " " " "

(۴۹) سمط بن اسود (کندہ) " " " "

(۵۰) ذوالکلاع (حمیر) " " " "

(۵۱) معاویہ بن حدیج (کندہ) " " " "

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵۲) لقیط بن عبدالقیس (حلیف فزارہ) شام کی ایک رسالہ فوج کے کپتان

(۵۳) حَوشَب ذوظُلیم (یمن) " " " "

(۵۴) قیس بن عمرو (ہوازن) " " " "

(۵۵) عصمہ بن عبداللہ (حلیف انصار) " " " "

(۵۶) ضرار بن اَزوَر (اسد) " " " "

(۵۷) مسروق بن فلان (؟) " " " "

(۵۸) عمرو بن فلان (؟) " " " "

(۵۹) عتبہ بن ربیعہ (سُلَیم) " " " "

(۶۰) جاریہ بن عبداللہ (اشجع) " " " "

(۶۱) قباث بن اَشیَم (لیث) مقدمۃ الجیش کے کمانڈر

(۶۲) ابوسفیان بن حرب (قریش) فوج میں جہادی آیتوں کے تلاوت انچارج

(۶۳) ابوالدَردا (انصاری) قاضی عسکر

(۶۴) عبداللہ بن مسعود (ہذیل) غنیمت انچارج

یہ ابوبکر صدیق کے سوا پانچ درجن عہدے داروں کی فہرست ہے، اس میں اونچے، درمیانی اور چھوٹے درجے کے منصب دار شامل ہیں، بڑے عہدے داروں میں صوبائی گورنروں، سپہ سالاروں اور بڑے کمانڈروں کے بارے میں تو بوثوق کہا جاسکتا ہے کہ وہ سب کے سب اس فہرست میں داخل ہیں لیکن ہوسکتا ہے کہ متوسط اور چھوٹے درجے کے افسروں میں سے بعض کے نام رہ گئے ہوں، جن کا ذکر ہمارے مراجع نے نہ کیا ہو یا جن تک ہماری رسائی نہ ہوئی ہو۔ اس لمبی فہرست میں انصاریوں کے صرف تین نام ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک ثابت بن قیس بن شماس خطیب رسول اللہ ہیں، یہ وہی ثابت بن قیس ہیں جنھوں نے ان الفاظ میں ابوبکر صدیق سے انصار اکابر کی طرف سے ان کی بے اعتنائی اور فوجی عہدوں سے انصار کو الگ رکھنے پر احتجاج کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھا: قبیلہ قریش، کیا انصار میں کوئی شخص تم کو ان فرائض کی انجام دہی کے لئے موزوں نظر نہیں آتا جن کے لئے تم اپنے آدمیوں کو موزوں سمجھتے ہو؟ بخدا ہماری آنکھیں وہ سب (اندھیر) دیکھ رہی ہیں جو ہو رہا ہے اور ہمارے کان وہ سب باتیں سن رہے ہیں جو (ہمارے خلاف) کی جا رہی ہیں۔ لیکن ہم صبر سے کام لیں گے کیونکہ رسول اللہ نے ہمیں صبر کی تاکید کی ہے۔

یا معشر قریش، أما کان فینا رجل یصلح لما تصلحون؟ أما واللہ ما نحن عُمیًا عما نری ولا صُمًّا عما نسمع ولکن أمرنا رسول اللہ بالصبر فنحن نصبر[1]۔ اس احتجاج کے زیر اثر ابوبکر صدیق نے قیس بن شماس کو خالد بن ولید (قریش) کی ماتحتی میں اس فوج کے انصاری دستے کا کپتان مقرر کر دیا تھا جو مسیلمہ اور دوسرے نجدی باغیوں سے لڑنے جا رہی تھی۔ فہرست میں دوسرا نام زیاد بن لبید انصاری گورنر حضر موت کا ہے لیکن ان کو ابوبکر صدیق نے خود یہ عہدہ نہیں دیا تھا بلکہ وہ رسول اللہ کے وقت سے حضر موت کے حاکم چلے آ رہے تھے۔ چونکہ انھوں نے سقیفہ بنی ساعدہ کے ہنگامے اور انصار کی شورش خلافت میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اور ابوبکر صدیق کی بیعت برضا و رغبت کر لی تھی اور حضر موت کے باشندوں کو بھی ان کی بیعت کرنے کا سچے دل سے مشورہ دیا تھا اس لئے ابوبکر صدیق نے ان کو بحال رکھا۔ تیسرا نام ابو دردا کا ہے، ان کا عہدہ کسی اہمیت یا مادی منفعت کا حامل نہیں تھا، یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ قاضی کے فرائض خود خلیفہ نے ان کے سپرد کئے تھے، اس بات کا زیادہ قرینہ ہے کہ ابو دردا عام مجاہدوں کی طرح شام کی فوجوں میں گئے ہوں اور وہاں سپہ سالار فوج یا کسی دوسرے کمانڈر نے صوم و صلوٰۃ نیز قرآن سے ان کی بڑھی ہوئی دلچسپی دیکھ کر قانونی معاملات کے فیصلے ان کے سپرد کر دئے ہوں۔

رسول اللہ نے زیاد بن لبید انصاری کے علاوہ متعدد دوسرے انصاریوں کو بھی عہدے

---

[1] یعقوبی (بیروت) ۲/۱۲۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دئے تھے جن میں عمرو بن حزم انصاری، عبّاد بن بشر، بشیر بن سعد، اعجم بن سفیان، منذر بن عمرو اور معاذ بن جبل زیادہ مشہور رہیں۔ عمرو بن حزم نجران کے گورنر تھے، عبّاد بن بشر بنو مصطلق کے کلکٹر (محصل زکاۃ) بشیر بن سعد مضافات خیبر کی ایک فوجی مہم کے کمانڈر تھے، اعجم بن سفیان مدینہ کے مغرب میں آباد کئی قبیلوں، عذرہ، سلامان اور بلی کے کلکٹر تھے۔ منذر بن عمرو ایک تبلیغی مہم کے لیڈر تھے، معاذ بن جبل یمن کے ضلع جند کے کلکٹر[1] اور معلم تھے اور ایک قول ہے کہ سارے یمن کی وصولی زکاۃ اور نگرانی بھی ان کے ذمے[2] تھی۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے ابوبکر صدیق نے ان میں سے کسی کو بھی کوئی عہدہ نہیں دیا۔ رسول اللہ کے شاعر حسان بن ثابت انصار کے ساتھ حکومت کی بے اعتنائی کے اس طرح شاکی ہیں[3]۔

یاللرجال لِخلفتہ الأطوار ولما أراد القوم بالأنصار
لم یدخلوا منا رئیساً واحداً یا صاح فی نقضٍ ولا إمرار

لوگو، دیکھو اور حیران ہو کہ حکمران قریش کی نظریں کیسی ہماری طرف سے بدل گئی ہیں اور وہ کیسی ہمارے ساتھ بے اعتنائی برت رہے ہیں۔
خلافت کے معاملات میں وہ ہمارے کسی ایک لیڈر سے بھی صلاح مشورہ نہیں کرتے۔

۲ھ، ۴ھ اور ۵ھ کے تینوں یہودی قبیلوں۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ کے اخراج پر جن کے ہاتھ میں شہر اور اس کے آس پاس کی بیشتر تجارت تھی، مسلمانوں کے لئے تجارت کا ایک نیا میدان کھل گیا تھا جس میں مدینہ کے بہت سے تجارت پیشہ مہاجر قریش داخل ہوگئے تھے اور مدینہ نیز مضافات کی تجارت پر تیزی سے چھاتے جا رہے تھے۔ بڑھتی ہوئی

---

[1] ابن سعد ۳/۵۸۶
[2] استیعاب ابن عبدالبر حیدر آباد ہند ۱/۲۲۸
[3] یعقوبی ۲/۱۲۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خوشحالی کے زیر اثر تجارت کے نئے امکانات سے انصار نے کس حد تک فائدہ اٹھایا اس کا کوئی یقینی جواب نہیں دیا جا سکتا لیکن اس بات کا غالب قرینہ ہے کہ انھوں نے تجارت سے کوئی خاص دلچسپی نہیں لی اور سیاسی میدان کی طرح یہ میدان بھی قریش کے لئے چھوڑ دیا۔ ہجرت نبوی کے وقت اقتصادی اعتبار سے انصار کے دو طبقے تھے: ایک کھاتا پیتا اور دوسرا تنگ حال، پہلے طبقے کا ذریعۂ معاش زراعت اور باغبانی تھا، دوسرے طبقے میں جس کی اکثریت تھی، دستکار اور چھوٹے پیشہ ور داخل تھے، عہد نبوی میں انصار کے دونوں طبقوں کے لئے ایک نیا اور پر منفعت ذریعۂ معاش جہاد کی شکل میں کھل گیا تھا جس سے ان کے سیکڑوں ہزاروں افراد کی اقتصادی حالت سدھر گئی تھی، ان کے پاس قیمتی نخلستان اور جاگیریں آگئی تھیں اور وہ اونٹ، گھوڑوں نیز غلاموں کے مالک ہو گئے تھے، جہاد کی آمدنی سے زمیندار زراعت اور باغبانی کو ترقی دینے لگے تھے اور چھوٹے پیشہ ور زمیندار بن گئے تھے یا بہتر طریقوں سے روزی کمانے لگے تھے۔ عہد صدیقی میں انصار کی اقتصادی ترقی کی رفتار سست پڑ گئی، انھیں حکومت کی طرف سے جاگیریں یا نخلستان نہیں ملے اور نہ وہ دو چار کے سوا اعلی سرکاری عہدوں کی راہ سے مادی منافع حاصل کر سکے۔ خلافت کی جنگوں میں بھی ان کی شمولیت پہلے کی نسبت بہت کم تھی، صدیقی دور کی جنگ یمامہ میں ان کا دستہ چار پانچ سو کے درمیان تھا، کسی دوسرے صدیقی معرکہ میں ان کے سپاہیوں کی تعداد اتنی بھی نہیں تھی، اس کا سبب یہ تھا کہ ایک طرف خلافت اور اس کے باعزت عہدوں سے ان کے اکابر محروم کر دئے گئے تھے جس سے ان کے حوصلے پست ہو گئے تھے اور ان میں منفی رجحان پیدا ہو گیا تھا اور دوسری طرف قریشی سالار ان کے ساتھ قدر و منزلت کا ویسا برتاؤ نہیں کرتے تھے جیسا کہ عہد نبوی میں ان کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ اس لئے عام طور پر وہی انصاری صدیقی جنگوں میں شریک ہوتے جن کی مالی حالت خراب ہوتی اور جو اپنی معاشی خستگی سے نجات پانے کے لئے غنیمت کے سہام کا سہارا لینے پر مجبور تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲- مکی عرب (قریش)

(الف) رسول اللہ کے ہاشمی اقارب

انصار کی طرح رسول اللہ کے ہاشمی اقارب بھی خلافت کے خواہشمند تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے چونتیس سالہ نمایندے علی حیدر رسول اللہ کے جانشین ہوں تاکہ خلافت کے مذہبی وقار کے ساتھ اس کے مادی منافع سے بھی وہ پوری طرح متمتع ہوتے رہیں لیکن خلافت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اس محرومی اور اس کے بعد رسول اللہ کی خالصہ املاک سے دوسری محرومی کا سب سے زیادہ تعلق علی حیدر کی بیوی فاطمہ کو ہوا اور ان کے دل و دماغ پر ایسی چوٹ لگی کہ وہ ابوبکر صدیق کی خلافت کے چند ماہ بعد عین عالم جوانی میں جب کہ ان کی عمر چھبیس ستائیس سے زیادہ نہ تھی دنیا سے کوچ کر گئیں۔ علی حیدرؓ نے بی بی فاطمہؓ کی حین حیات ابوبکر صدیق کی بیعت نہیں کی تھی اور یہی حال دوسرے ہاشمی اکابر کا بھی تھا[۱]۔ غیر ہاشمی مہاجرین قریش کو ہاشمی قریش کی بے توازن دولتمندی اور اس سے نیز رسول اللہ کی قربت اور التفات خاص سے پیدا ہونے والی رعونت پہلے ہی کھل رہی تھی، بیعت و خلافت کے معاملہ میں ان کی مخالفانہ روش سے وہ اور زیادہ چڑھ گئے، ابوبکر صدیق نے اپنے رفقائے کار کے مشورہ سے ذوی القربیٰ کا وہ حصہ بند کر دیا جو مدنی قرآن نے ان کے لئے مقرر کیا تھا اور رسول اللہ خُمس الخمس کے ذاتی حصے نیز خالصہ نخلستانوں اور فارموں سے بنو ہاشم کی اقتصادی تقویت کے لئے وقتاً فوقتاً جو عطیے دیتے رہتے تھے وہ بھی ابوبکر صدیق نے موقوف کر دئے۔ اس خوف سے کہ مدینہ سے دور ہو کر ہاشمی اکابر کے ہاتھوں کوئی بغاوت نہ ہو جائے نئی حکومت نے اُن کو اور اُن کے باحوصلہ جوانوں کو اعلیٰ فوجی اور رسولِ عہدے

---

[۱] طبری ۴/۲۰۲ و انساب الاشراف ۱/۵۸۶ و شرح نہج البلاغہ ۲/۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی نہیں دئے۔ صدیقی فوجوں اور معرکوں میں ہاشمیوں کا بہت ہی کم نام آتا ہے، اس کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کہ نئی حکومت انصار کی طرح ہاشمیوں کو بھی بطور احتیاط اور اپنی ناراضگی کے اظہار کے لئے بڑے عہدوں سے محروم رکھنا چاہتی تھی بلکہ خود ہاشمی خاندان کے افراد بھی عام سپاہیوں کی طرح فوج میں بھرتی ہو کر غیر ہاشمی سالاروں کی ماتحتی میں کام کرنا اپنی کسرِ شان سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ ہاشمیوں کی اور بالخصوص رسول اللہ کے قریبی اقارب کی مالی حالت اتنی بہتر ہو گئی تھی کہ ان کو فوج میں بھرتی ہونے کی چنداں ضرورت بھی نہیں تھی۔

عہد نبوی میں بنو ہاشم کی اقتصادی خوشحالی کے دو سرچشمے تھے: منقولہ دولت جو زر و سیم، ہتیاروں، گھوڑوں، اونٹ، غلے اور کھجور پر مشتمل تھی، یہ چیزیں ان کو خمس الخمس اور رسول اللہ کے عطیات سے حاصل ہوئی تھیں۔ (۲) غیر منقولہ دولت۔ یہ ان زمینوں اور نخلستانوں پر مشتمل تھی جو رسول اللہ نے مدینہ اور خیبر سے نکالے ہوئے یہودیوں کی املاک سے عطا کی تھی۔ عہد صدیقی میں اگرچہ بنو ہاشم کو نہ تو جاگیریں ملیں، نہ خمس الخمس اور نہ اس طرح کے عطیات جیسا کہ رسول اللہ ان کو دیا کرتے تھے، اس کے باوجود وہ عہد نبوی سے زیادہ متمول ہو گئے۔ خلافت و امارت سے محروم ہو کر ان کی بیشتر توجہ اپنی جاگیروں اور باغوں کو زیادہ پر منفعت بنانے کی طرف مبذول ہو گئی، ان کے پاس غلام کافی تعداد میں موجود تھے اور نقد روپیہ بھی وافر تھا جس سے زمینوں کو قابل کاشت بنانے اور قابل کاشت زمینوں نیز نخلستانوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے مزید غلام اور متعلقہ اشیاء خریدنے پر قادر تھے۔ انھوں نے زمینوں اور باغوں میں محنت مزدوری کرنے کے لئے غلام مامور کر دئے اور ان کی نگرانی کے لئے کارگذار موالی مقرر کر دئے۔ ان سب کی کوشش سے بنو ہاشم کے کھیتوں اور باغوں کی پیداوار پہلے سے زیادہ بڑھ گئی۔ آبادی، پیداوار اور دولت کے اضافے کے ساتھ ساتھ ان کی جاگیروں اور باغوں کی قیمت میں بھی اضافہ ہو گیا۔ ایک دوسرے دروازے سے بھی خوشحالی ہاشمیوں کے گھر داخل ہونے لگی۔ یہ تجارت مُضاربت اور مُکاتبت کا دروازہ تھا۔ بنو ہاشم تجارت میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو ان کے آباؤ اجداد کا محبوب مشغلہ رہا تھا ماہر تھے لیکن سابق کی طرح وہ اب ملک ملک اور شہر شہر کا گشت نہیں لگاتے تھے، بانیٔ اسلام کے اقارب کی حیثیت سے ایسا کرنا ان کے شایانِ شان نہیں تھا۔ باغوں اور زراعتی فارموں کی طرح تجارت کی ساری دوڑ دھوپ ان کے غلاموں اور موالی کے سپرد تھی۔ نفع میں شرکت کر کے تجارت کے لئے روپیہ قرض دینے کو عرف عام میں مُضاربت کہا جاتا تھا اور مقررہ رقم یا سامان کے بالمقابل غلام آزاد کرنے کا اصطلاحی نام مُکاتبت تھا۔ بنو ہاشم کی ان دونوں طریقوں سے بھی معقول آمدنی تھی۔

(ب) رسول اللہ کے غیر ہاشمی اقارب

اِن کے دو طبقے تھے، ایک وہ طبقہ جو رسول اللہ کے پردادا ہاشم کے بھائی عبد شمس کی اولاد سے تھا اور اسلام سے پہلے تجارت، اقتدار اور ریاست مکہ کی دوڑ میں رسول اللہ کے پردادا ہاشم کی اولاد کا حریف رہا تھا، جس نے رسول اللہ اور ان کی تحریکِ اسلام کی تن من دھن سے مخالفت کی تھی، جس کی قیادت میں بدر، اُحد اور خندق کی لڑائیاں ہوئی تھیں اور جوان لڑائیوں کے بعد فتح مکہ یعنی ۸ھ تک رسول اللہ اور اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتا رہا تھا اور جس کو بالآخر رسول اللہ کی غیر معمولی عسکری طاقت کے سامنے جھکنا پڑا تھا۔ دوسرے طبقے میں وہ غیر ہاشمی قریش گھرانے تھے جن کے بعض اشخاص شروع ہی سے رسول اللہ اور اسلام کے ہوا خواہ رہے تھے، جنھوں نے اسلام کی تقویت اور اشاعت کے لئے بھرپور کوشش کی تھی اور جن کی ایک مقرب جماعت سے رسول اللہ نے ازدواجی تعلقات قائم کر لئے تھے۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اس طبقے کے ممتاز ترین نام ہیں۔ یہ لوگ جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو ڈیڑھ دو برس تک چند در چند مالی مشکلات میں مبتلا رہے، اس کے بعد جلد ہی رسول اللہ کی عطا کردہ جاگیروں، نخلستانوں اور غنیمت کے سہام سے انھوں نے اقتصادی توانائی حاصل کر لی اور اس کو مزید استحکام دینے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لئے اپنے آبائی پیشے تجارت میں بھی تندہی سے لگ گئے۔ ان کی آمدنی کے اب بڑے دو ذریعے ہو گئے: (۱) نخلستان، زراعتی فارم نیز غلے اور کھجور کے وہ سینکڑوں من سالانہ عطیے جو رسول اللہ نے خیبر کی پیداوار سے ان کے لئے مقرر کر دیئے تھے[1] اور (۲) تجارت، مضاربت اور مکاتبت۔ عہد صدیقی میں یہ دونوں ذریعے کمیت اور کیفیت میں بڑھتے رہے، اس طبقے کے اکابر نے ان دونوں راہوں سے جو حیرت انگیز اقتصادی ترقی حاصل کی اس کی کچھ مثالیں اگلے اوراق میں پیش کی جائیں گی۔

پہلے طبقے (عبد شمس) کے اقارب نے اگرچہ ۸ھ میں اسلام قبول کیا تھا اور ان مادی منافع سے محروم رہے تھے جو رسول اللہ کے ہاشمی اقارب نیز غیر ہاشمی اقارب کے طبقۂ دوم کو حاصل ہوئے تھے، تاہم قبول اسلام کے بعد ہی ان لوگوں نے نئے معاشرے میں اپنے لئے ایک باوقار اور پر منفعت جگہ بنانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اس طبقے کی مستعدی اور اولوالعزمی سے رسول اللہ اچھی طرح واقف تھے۔ انھوں نے کچھ تو اس کی تالیف قلب کے لئے کچھ اس نقصان کی تلافی کے لئے جو اس کو جانی اور مالی طور پر نبوی جنگوں میں ہوا تھا اور کچھ اس کی مستعدی سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کی ایک باصلاحیت جماعت کو سرکاری عہدے عطا کئے، ان میں مشہور قریشی زعیم اور مؤلفۃ القلوب کے سرگروہ اور رسول اللہ کے خسر ابو سفیان، ان کے دو لڑکے معاویہ اور یزید، ابو جہل کے لڑکے عکرمہ، عاص بن امیہ کے لڑکے عمرو، اسید بن ابی العیص بن امیہ کے لڑکے عتاب قابل ذکر ہیں۔

عہد صدیقی میں اس طبقے کو معاشی خوشحالی اور سماجی احترام حاصل کرنے کے مزید موقع ملے، یہ طبقہ چونکہ اسلام دشمن رہا تھا اور بہت دیر میں مسلمان ہوا تھا اس لئے اس میں اس طرح کی کوئی رعونت نہ تھی جیسی کہ ہاشمیوں اور انصار میں پیدا ہو گئی تھی، ہاشمیوں میں رسول اللہ

---

[1] سیرۃ ابن ہشام ص ۷۷۵ و ۷۷۶ و سنن کبری، ۶/ ۳۰۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

... خونی تعلق، ان کے التفات خاص، اپنے تمول اور قدامت اسلام اور انصار میں اپنی اسلامی خدمات اور غیر معمولی جانی و مالی قربانیوں کے باعث پیدا ہو گئی تھی، وہ ہاشمیوں اور انصار کی طرح خلافت کا دعویدار بھی نہیں تھا، اسلام کی ناقابل تسخیر قوت نے اُس کو سہما دیا تھا اور وہ پوری طرح اس کے سامنے اپنا سرِ نیاز خم کر چکا تھا اور نیک نیتی سے نئے نظام کی خدمت کر کے اپنا کھویا ہوا بھرم قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس کی نیازمندی کا اندازہ اس مثال سے لگایا جا سکتا ہے: ابوبکر صدیق کو ابوسفیان کی کوئی بات ناگوار ہوئی تو انھوں نے آخر الذکر کو طلب کیا اور وہ جب آئے تو بآواز بلند ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے لگے۔ ابوسفیان کے ماتھے پر نہ تو بل پڑا اور نہ وہ مشتعل ہوئے بلکہ سر جھکائے قصور واروں کی طرح ڈانٹ پھٹکار سنتے رہے۔ ابوبکر صدیق کے والد ابو قُحافہ سے اتنے ... بڑے آدمی کی یہ ذلت نہ دیکھی گئی اور انھوں نے بڑھ کر ابوبکر صدیق سے احتجاج کیا تم ابوسفیان پر چیخ رہے ہو جو کل تک قریش کا سرتاج تھا! ابوبکر صدیق مسکرا کر بولے: ابا اسلام کی برکت سے خدا نے ایک طبقے کو اٹھا دیا ہے اور دوسرے کو گرا دیا ہے۔[1]

بنو ہاشم نے انصار کی طرح رعونت دکھا کر، خلافت کا دعویٰ کر کے اور اپنے حکمرانوں سے بگڑ کر ان کا اعتماد اور ہمدردی کھو دی تھی، حکمرانوں کی نظریں ان کی طرف سے پھر گئیں اور انھوں نے خلافت کے اعلیٰ عہدے ان دو طبقوں یعنی رسول اللہ کے غیر ہاشمی اقارب کو سونپ دئے، ان میں پہلا طبقہ (عبد شمس کی اولاد) جو بنو امیہ کے نام سے مشہور ہے، زیادہ چمکا، اس طبقے نے اسلام سے پہلے مکہ کے سماجی، سیاسی اور اقتصادی اسٹیج پر بھی امتیازی رول ادا کیا تھا، اس کو ہاشمیوں اور انصار کی نسبت دنیوی معاملات کی سمجھ بوجھ بھی زیادہ تھی اور اس کے افراد کا ریکارڈ بے عیب رہا تھا جن کو رسول اللہ نے عہدے دئے تھے۔ یہ طبقہ عہد صدیقی اور پھر فاروقی و عثمانی دور حکومت میں برابر پھلتا پھولتا رہا اور اپنی محنت، مستعدی اور نیازمندی سے بیس پچیس سال کے عرصے میں خلافت کی کشتی کا ناخدا اور اسلامی معاشرے میں سب سے زیادہ شاندار اقتصادی خوشحالی کا مالک بن گیا۔

---

[1] مروج الذہب حاشیہ تاریخ کامل ۱/۳۰۵

© rasailojaraid.com